حدیث مدینۃ العلم اور ابن تیمیہ ناصبی

ناصبیوں کا چیئر مین ابن تیمیہ جس نے کہ شیعہ کے خلاف کتاب "منہاج السنۃ" لکھی اس کتاب میں اس نے مولا علیؑ کے فضائل کی مخالفت کر کے اپنے منافق اور ناصبی ہونے کا مکمل ثبوت دیا ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ نبیؐ کی حدیث "أنا مدینۃ العلم و علی بابها" (میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہیں) موضوع اور حد درجہ ضعیف ہے۔

(منہاج السنۃ صفحہ ۷۱۴،۷۱۵)

الجواب:

اسکو ہم ابن تیمیہ کی جہالت کہینگے کیونکہ یہ روایت اہل سنت علماء کے نزدیک صحیح، حسن اور تواتر ہے۔ اسکے ہم چند حوالہ جات لکھتے ہیں کہ جن جن اہل سنت کے علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے:

امام حاکم کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

(مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک یہ روایت حسن ہے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۶)

علامہ ابن حجر مکی نے اسے حسن قرار دیا۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۱۸)

امام ابو سعید العلائی نے اسے حسن قرار دیا۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۳)

امام ابن حجر عسقلانی نے اسے حسن قرار دیا۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۳)

شیخ یوسف الکنجی شافعی نے اسے حسن اور متواتر کہا ہے۔

(کفایۃ الطالب صفحہ ۲۲۱،۲۲۲)

تو اب اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ یہ روایت حسن صحیح ہے۔ لیکن اسکے باوجود ابن تیمیہ ناصبی نے اسکو رَد کرنے کی کوشش کی وہ بھی صرف شیعہ کی ضِد میں۔ تو اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ ناصبی لوگ شیعہ کی ضِد میں احادیث کا انکار بھی کر دیتے ہیں (معاذاللہ)۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے افکار عالیہ کا دلکش مرقع
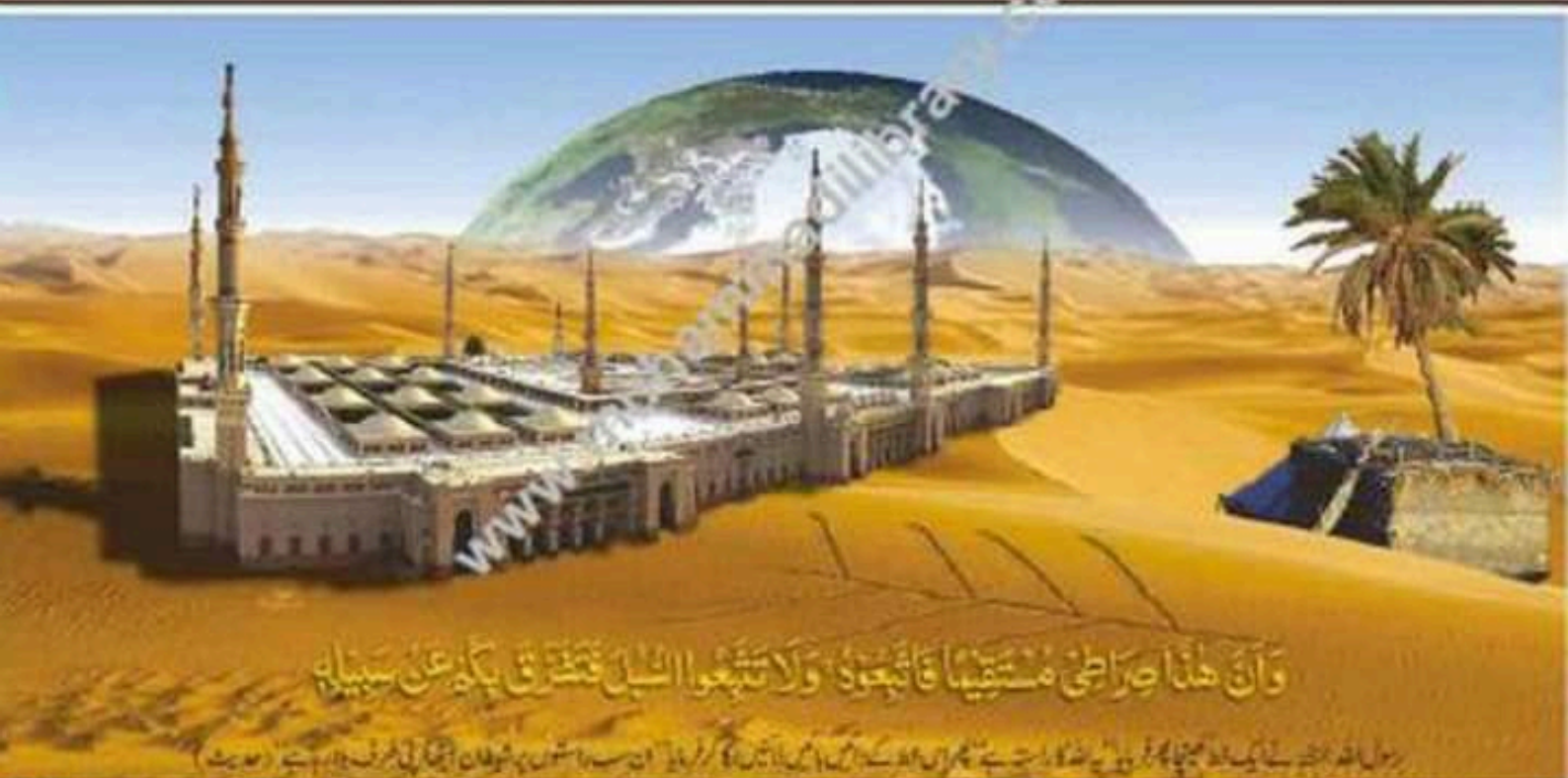
المنتقیٰ
مِن منہاج السُنۃ النبویۃ

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ

مراد ہے۔"❶

ترمذی میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔" ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔❷ بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: "سیدنا ابوبکر تمام صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ واقف تھے۔❸

سیدنا علی فرمایا کرتے تھے:

جس شخص کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ وہ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس پر حد قذف قائم کروں گا۔❹

سیدنا علی سے تقریباً اسی مختلف طرق سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا: اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔"

امام بخاری نے محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی سے پوچھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا بیٹا! کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں؟ میں نے کہا: "نہیں" فرمایا: ابوبکر" میں نے عرض کیا ان کے بعد کون؟ فرمایا عمر۔"❺

حدیث "اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ" موضوع ہے۔

شیعہ مصنف لکھتا ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور فصل خصومات علم و

---

❶ صحیح بخاری، حوالہ سابق (حدیث:۳۶۸۱)، صحیح مسلم، حوالہ سابق (حدیث: ۲۳۹۱)

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب (۵۲/۱۷)، (حدیث:۳۶۸۶)

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "سدوا الابواب الا باب ابی بکر" (حدیث:۳۶۵٤)، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ (حدیث:۲۳۸۲)

❹ المحلی لابن حزم (۲۸۶/۱۱)

❺ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لو کنت متخذاً خلیلاً" (حدیث:۳۶۷۱)

دین کو مستلزم ہے۔''

ہم کہتے ہیں حدیث: "اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ" کی کوئی اسناد معلوم نہیں تاکہ اس سے احتجاج کیا جا سکے، اس سے یہ حدیث صحیح تر ہے کہ سیدنا معاذ حلال و حرام کے بہت بڑے عالم ہیں۔''[1] حلال و حرام کا علم دین اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ شیعہ کی ذکر کردہ حدیث سنن مشہورہ اور معروف مسانید میں بسند صحیح یا ضعیف کے ساتھ مندرج ہی نہیں۔

یہ جس اسناد کے ساتھ مروی ہے اس میں متہم بالکذب راوی پائے جاتے ہیں، یہ سیدنا عمر کا قول ہے کہ "عَلِیٌّ اَقْضَانَا" ''علی صحابہ میں ایک بڑے قاضی تھے۔'' قضاء فصل خصومات کو کہتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ فیصلہ حقیقت حال کے برعکس صادر کیا جاتا ہے، احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> ''تم میرے پاس فصل خصومات کے لیے آتے ہو۔ اس بات کا احتمال ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنا نقطہ نظر وضاحت سے بیان کر سکتا ہو اور میں اس کے حق میں فیصلہ صادر کردوں یاد رکھو جس شخص کو میں نے اس کے مسلمان بھائی کے حق میں سے کچھ دے دیا تو میں نے اسے دوزخ کا ایک قطعہ الاٹ کر دیا۔''[2]

اس حدیث میں سالار رسل ﷺ نے واضح کیا کہ آپ کے حکم دینے سے حلال چیز حرام ہو جاتی ہے نہ حرام چیز حلال ٹھہرتی ہے۔

شیعہ کی پیش کردہ حدیث "اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا" حد درجہ ضعیف ہے، اگرچہ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے کہ[3] تاہم یہ موضوعات میں شمار کی جاتی ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب ، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت رضی اللہ عنہما(حدیث: ۳۷۹۱،۳۷۹۰)، سنن ابن ماجۃ، المقدمۃ۔ باب فضائل خباب رضی اللہ عنہ (حدیث:۱۵٤)

[2] صحیح بخاری، کتاب الشھادات باب من اقام البینۃ بعد الیمین(حدیث:۲٦۸)، صحیح مسلم، کتاب الأقضیۃ، باب بیان ان حکم الحاکم لا یغیر الباطن، (حدیث: ۱۷۱۳)

[3] سنن ترمذی کتاب المناقب، باب (۷۳/۲۰)، (حدیث:۳۷۲۳)، بلفظ " انا دار الحکمۃ و علی بابھا" و سندہ ضعیف ، شریک قاضی راوی مدلس ہے۔ مستدرک حاکم(۱۲۷،۱۲٦/۳) باسناد أخر ضعیفۃ

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري
رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

أو قُتل انقلبتم على أعقابكم ﴾ [آل عمران : ١٤٤] ، والله لا ننقلب على أعقابنا بعد إذ هدانا الله ، والله لئن مات أو قتل لأقاتلن على ما قاتل عليه حتى أموت ، والله إني لأخوه ، ووليه ، وابن عمه ، ووارث علمه ، فمن أحق به مني ؟

٤٦٩٩- حدثناه أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان ثنا إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى بن سلمة بن كهيل حدثني أبي عن أبيه عن سلمة عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم قال في خطبة خطبها في حجة الوداع : « لأقتلن العمالقة في كتيبة » فقال له جبريل عليه الصلاة والسلام : أو علي قال : « أو علي بن أبي طالب »(•) .

٤٧٠٠- حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبد الرحيم الهروي بالرملة ثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم : « أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد المدينة فليأت الباب » .

هذا حديث صحيح الإسناد(••) ولم يخرجاه .

وأبو الصلت ثقة مأمون(•••) فإني سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب في « التاريخ » يقول : سمعت العباس بن محمد الدوري يقول سألت يحيى بن معين عن أبي الصلت الهروي فقال : ثقة فقلت : أليس قد حدث عن أبي معاوية عن الأعمش : أنا مدينة العلم ؟ فقال قد حدث به محمد بن جعفر الفيدي[1] وهو ثقة مأمون سمعت أبا نصر أحمد بن سهل الفقيه القباني إمام عصره ببخارى يقول سمعت صالح بن محمد بن حبيب الحافظ يقول وسئل عن أبي الصلت الهروي فقال : دخل يحيى بن معين ونحن معه على أبي الصلت فسلم عليه ، فلما خرج تبعته فقلت له : ما تقول رحمك الله في أبي الصلت ؟ فقال : هو صدوق فقلت له : إنه يروي حديث الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس عن النبي صلى الله

(•) (قلت) : إسماعيل وأبوه متروكان . (الذهبي) .

(••) (قلت) : بل موضوع . (الذهبي) .

(•••) (قلت) : لا والله لا ثقة ولا مأمون . (الذهبي) .

(1) الفيدي بالفاء والتحتانية الساكنة . (١٢) (مصححه) .

ہے ۔(رواہ بزار وطبرانی)

شہرِ علم

ترمذی اور حاکم حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی ؓ اس کا دروازہ ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے، صحیح نہیں ہے، جیسا کہ حاکم نے اسے کہا ہے اور موضوع بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ جن سے ابن

جوزی اور نووی بھی ہیں اور میں نے (یعنی مصنف نے) اس کا حال (التعقبات علی الموضوعات میں لکھا ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم
الصواعق المحرقہ
ترجمہ
برق سوزاں
ترجمہ علامہ اختر فتح پوری
شبیر برادرز ۰ اردو بازار ۰ لاہور

رکھے گا۔

۹:۔ بزار اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے اور طبرانی حاکم اور عقیلی نے الضعفاء میں اور ابن عدی نے حضرت ابن عمرؓ سے اور ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

انا مدینۃ العلم و علی بابہا کہ میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور ایک روایت میں ہے جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دروازے کے پاس آئے اور ترمذی کی ایک دوسری روایت میں جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ

انا دار الحکمۃ و علی بابہا :۔ میں شہر حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

اور ابن عدی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ علی باب علمی، علی میرے علم کا دروازہ ہے۔ اس حدیث کے بارے لوگ بہت مضطرب ہیں۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ موضوع ہے۔ جس میں ابن جوزی اور نووی شامل ہیں۔ انہیں حدیث اور اس کے طرق کے متعلق جو معرفت حاصل ہے وہی تیرے لئے کافی ہے۔ یہاں تک کہ بعض محقق محدثین نے کہا ہے کہ نووی کے بعد کوئی آدمی ایسا پیدا نہیں ہوا جو اس کی برابری تو کجا اس کا لگا بھی کہا سکے۔ اور حاکم نے حسب عادت مبالغہ سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو۔ اور بعض محقق متاخر محققین نے جو حدیث کے بارے میں بڑی واقفیت رکھتے ہیں، اسے درست قرار دیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۱۰:۔ حاکم نے حضرت علیؓ سے صحیح روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول کریم

ويليه

البيان فى أخبار صاحب الزمان عليه السلام

للإمام الحافظ

أبى عبد الله محمد بن يوسف بن محمد القرشي الگنجي الشافعي

المقتول ٦٥٨

تحقيق وتصحيح وتعليق

محمد هادي الأميني

عبد الله الشيباني ، حدثنا عيسى بن يونس ، عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ : أنا مدينة العلم وعلي بابها .

قلت : هذا حديث حسن عال (٧٣٨) .

وقد تكلم العلماء في معنى هذا الحديث ان علياً عليه السلام باب العلم، واكثروا حتى قالت طائفة : إنما اراد النبي « ص » (أنا مدينة العلم) أي أنا معدن العلم وموضعه ، وما كان عندي غيري فغير معدود من العلم .

وقوله : (وعلي بابها) يريد ان باب هذه المدينة رفيع من حيث ان شريعة النبي « ص » اثبت الشرايع وأقومها وأهداها ، لا يدخل عليها النسخ ولا التحريف ولا التبديل ، بل هي محفوظة بحفظ الله عز وجل ، معصومة من النقص لا ينسخها شيء فلهذا نسبها الى العلو ، وكتابه آخر الكتب التي انزلها الله عز وجل فلا يدخل عليه النسخ .

قال الله تعالى : (ومهيمناً عليه) (٧٣٩) أي ان القرآن يحكم على سائر الكتب المنزلة قبله ، وما ورد فيه من الحرام والحلال لا يتغير ولا ينسخ ولا يبطل فكان القرآن اجل الكتب التي انزلها الله تعالى ، وشريعة الرسول «ص» اجل الشرايع وأعلاها وأبهاها وأسناها وأسماها ، حيث لا يدخل عليها النسخ ، ولا التبديل ، فهي عالية سامية عال بابها « علي بابها » .

قلت : والله اعلم ان وجه الحديث عندي ان النبي « ص » قال (أنا مدينة العلم وعلي بابها) أراد صلى الله عليه وآله إن الله تعالى علمني العلم وأمرني بدعاء الخلق الى الاقرار بوحدانيته في أول النبوة حتى مضى شطر زمان الرسالة على ذلك

---

(٧٣٨) مستدرك الصحيحين ٣ : ١٢٦ وفيـــه قال الحاكم : هذا حديث صحيح الاسناد .

(٧٣٩) سورة المائدة ٤٨ .

ومحمد بن هبة الله بن محمد الشيرازي ، اخبرنا الحافظ ابو القاسم اخبرنا ابو القاسم ابن السمرقندي ، اخبرنا ابو القاسم بن مسعدة ، اخبرنا حمزة بن يوسف اخبرنا ابو احمد بن عدى ، حدثنا النعمان بن هارون البلدي ، ومحمد بن احمد بن المؤمل الصيرفي ، وعبد الملك بن محمد ، قالوا : حدثنا احمد بن عبد الله بن يزيد المؤدب ، حدثنا عبد الرزاق عن سفيان عن عبد الله بن عثمان بن خيثم ، عن عبد الرحمان بن بهمان (٧٣٥) قال : سمعت جابراً يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : يوم الحديبية وهو آخذ بضبع علي بن ابى طالب عليه السلام وهو يقول : هذا أمير البررة ، وقاتل الفجرة ، منصور من نصره مخذول من خذله ، ثم مد بها صوته ، وقال : أنا مدينة العلم وعلي بابها ، فمن أراد المدينة فليأتها من بابها .

هكذا رواه ابن عساكر في تاريخه وذكر طرقه عن مشايخه (٧٣٦) .

اخبرنا علي بن عبد الله بن ابى الحسن الأزجي بدمشق ، عن المبارك بن الحسن اخبرنا ابو القاسم بن البسري ، اخبرنا ابو عبد الله بن محمد ، اخبرنا محمد بن الحسين ، حدثنا ابو الحسن علي بن اسحاق بن زاطيا (٧٣٧) حدثنا عثمان بن

(٧٣٥) عبد الرحمان بن بهمان الحجازي ، ذكره ابن حبان في الثقات . تهذيب التهذيب ٦ : ١٤٩ .

(٧٣٦) تاريخ بغداد ٢ : ٣٧٧ ، وهذا الحديث تواتر نقله عن الصحابة والتابعين وأئمة الحديث بصور مختلفة ، وأصبح من الاحاديث الثابتة لدى الفريقين حتى افرد بعضهم تآليف خاصة حوله ، وخير كتاب في هذا البحث هو كتاب ـ فتح الملك العلي بصحة حديث باب مدينة العلم علي ـ ففيه كل ما يتعلق ويدور حول الحديث ، كما نجد فصلا مشبعا في الغدير ٦ : ٥٤ ـ ٨١ ط ايران

(٧٣٧) المسند ابو الحسن علي بن اسحاق بن زاطيا المخزومى المتوفى ٣٠٦ تذكرة الحفاظ ٢ : ٦٨٩ .